العصر ریسرچ جرنل

AL-ASR Research Journal

Publisher: Al-Asr Research Centre, Punjab Pakistan
E-ISSN 2708-2566 P-ISSN2708-8786
Vol.02, Issue 03 (July-September) 2022
HEC Category "Y"
https://alasr.com.pk/ojs3308/index.php/alasar/index

Title Detail

Urdu/Arabic: تفسیر بیان القرآن از ڈاکٹر اسرار احمد میں مباحثِ فضائل و خصائصِ نبوی ﷺ

English: **Virtues & traits of the Holy Prophet (SAW) in Tafsir Bayan Al-Qur'an by Dr. Israr Ahmad**

Author Detail

1. Jannat Asif
M.Phil Scholar
Government College Women University, Faisalabad
Email: jannatuasif@gmail.com

2. Mrs. Shazia
Assistant Professor
Incharge, Department of Islamic Studies,
Government College Women University, Faisalabad
Email: shazia.adnan81@gmail.com

How to cite:
Jannat Asif, and Mrs. Shazia. 2022. " تفسیر بیان القرآن از ڈاکٹر اسرار احمد میں مباحثِ فضائل و خصائصِ نبوی ﷺ: Virtues & Traits of the Holy Prophet (SAW) in Tafsir Bayan Al-Qur'an by Dr. Israr Ahmad". AL- ASAR Islamic Research Journal 2 (3).
https://alasr.com.pk/ojs3308/index.php/alasar/article/view/54.

Copyright Notice:
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 3.0 License.

تفسیر بیان القرآن از ڈاکٹر اسرار احمد میں مباحثِ فضائل وخصائصِ نبوی ﷺ

Virtues & Traits of the Holy Prophet (SAW) in Tafsir Bayan Al-Qur'an by Dr. Israr Ahmad

Jannat Asif
M. Phil Scholar
Government College Women University, Faisalabad
Email: jannatuasif@gmail.com

Mrs. Shazia
Assistant Professor
Incharge, Department of Islamic Studies,
Government College Women University, Faisalabad
Email: shazia.adnan81@gmail.com

Abstract

"The Holy Prophet's (peace be upon him) biography has been described as a practical example of the practical interpretation of the Holy Qur'an and the command of Allah Almighty. With the passage of time, various interpretations of the Holy Qur'an kept increasing. Many commentaries have been written on the Holy Qur'an where other commentators have worked. Dr. Israr Ahmad in his Tafsir Bayan Al-Qur'an shed light on various aspects of the life of Holy Prophet Hazrat Muhammad (SAW). Dr. Israr Ahmad has described the characteristics of Prophethood and Prophetic virtues in detail. Your (SAW) qualities and virtues are so much that it is impossible to count them. For example, in his commentary, Dr. Israr Ahmad has mentioned Allah Ta'ala's defense by the Messenger of Allah, peace and blessings of Allah be upon him. Your commentary is very short but comprehensive."

Key words: Allah Almighty, Holy Prophet Hazrat Muhammad (SAW), the Holy Qur'an, Dr. Israr Ahmad, Bayan Al-Qur'an, Prophethood, virtues, Messenger, biography

1:تعارف:

ڈاکٹر اسرار احمد برطانوی دورِ حکومت میں ہندوستان کے ضلع حصار میں پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ پیدائش 26 اپریل 1932ء کی ہے۔ آپ نے ضلع حصار (مشرقی پنجاب) میں ہی اپنی ابتدائی تعلیم گورنمنٹ ہائی سکول حصار سے حاصل کی اور 1947ء میں میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں کے ساتھ پاس کیا۔[1]

ڈاکٹر اسرار احمد نے 1947ء تا1949ء تک گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف ایس سی (FSc) کا امتحان پاس کیا۔ اُس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس (MBBS) کا امتحان1954ء میں پاس کیا۔[2] آپ نے 1965ء میں جامعہ کراچی سے ایم اے اسلامیات کی ڈگری حاصل کی جس میں آپ کی پہلی پوزیشن تھی۔[3] آپ نے جماعتِ اسلامی منٹگمری (حال ساہیوال) کی ڈسپنسری میں میڈیکل تعلیم مکمل کرنے کے بعد 1954ء سے 1957ء تک تین سال ملازمت کی اور پھر آپ نے 1957ء سے 1962ء تک اپنی ذاتی طور پر پریکٹس کی۔[4] آپ انفرادی طور پر درس و تدریس میں 1972ء تک مصروف رہے۔ آپ کے غور وفکر کے نتیجے میں ہی 1972ء میں "مرکزی انجمن خدام القرآن" لاہور کا قیام عمل میں آیا۔[5] آپ کا مقصد اس کے ذریعے ایسی قرآن اکیڈمی قائم کرنا تھا جس سے منظم انداز میں فلسفہ قرآن پاک کو وقت کے اعلیٰ ترین درجے پر پیش کیا جاسکے تاکہ نوجوانوں کو قرآن کی طرف راغب کیا جاسکے۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے 1975ء میں "تنظیم اسلامی" کی بنیاد رکھی تاکہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ اور اقامتِ دین کی جدوجہد کی جائے۔[6] ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے لاہور میں "قرآن اکیڈمی" بھی 1976ء میں قائم کی۔[7] ڈاکٹر صاحب نے 1979ء میں امریکہ کا دعوتی و تبلیغی دورہ بھی کیا۔ آپ کو 1981ء میں حکومتِ پاکستان کی طرف سے "ستارہ امتیاز" سے بھی نوازا گیا۔2004ء- 2005ء میں ڈاکٹر اسرار احمد نے نامور عظیم اسکالر ڈاکٹر ذاکر نائیک کی دعوت پر انڈیا کا دورہ کیا۔ وہاں اُنہوں نے کئی لیکچرز اور دروس وغیرہ بھی دیے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے جنوبی افریقہ اور متحدہ عرب امارات کا دعوتی دورہ کیا۔ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی پوری زندگی تعلیماتِ قرآن کو عام کرنے اور اقامت دین کی جدوجہد میں گزری۔[8] آپ کا انتقال 14 اپریل 2010ء میں ہوا۔[9] آپ کے دروس قرآن پر مشتمل "مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" اور دورہ ترجمہ قرآن پر مشتمل تفسیر "بیان القرآن" زیادہ مشہور ہوئیں۔

2: تفسیر "بیان القرآن" کا تعارف

قرآن پاک کے مطالب اور معنی و مفاہیم کو بیان کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمد نے ساری زندگی بسر کی۔ ان کے سرمایہ زندگی میں تفسیر قرآن کی خدمات ایک اہم متاع کی حیثیت رکھتی ہیں۔ تفسیر "بیان القرآن" کی تصنیف و تالیف کا کام اس سلسلہ میں سب سے اہم ہے۔ اصل میں یہ تفسیر ان کے دورہ ترجمہ قرآن اور تشریح ہی کا مجموعہ ہے جو ۱۹۸۴ء میں انہوں نے نمازِ تراویح میں دینا شروع کیا۔ یہ ایک مدت تک صوتیات کی شکل میں دستیاب رہا اور آہستہ آہستہ اس کو تحریر کی صورت میں ڈھال لیا گیا، بعد میں اس سلسلے میں ترقی ہوتی چلی گئی۔ دورہ ترجمہ قرآن کی ریکارڈنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی اس دینی خدمت کو عام کرنے اور لوگوں تک اس کو پہنچانے کے لئے اور رسائی کو سہل اور آسان کرنے کے پیش نظر مدیر شعبہ مطبوعات، قرآن اکیڈمی لاہور جناب حافظ خالد محمود خضر نے انجمن خدام القرآن صوبہ سرحد، جناب ڈاکٹر اقبال صافی کے خصوصی اصرار پر اس تفسیر کو کتابی شکل میں شائع کرنے کا عزم کیا، اور اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اس تفسیر کا

نام "بیان القرآن" رکھا گیا۔

یہ تفسیر سات جلدوں پر مشتمل ہے۔ جلد اوّل ۳۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ اِس میں مختصر مقدمہ کے بعد قرآن پاک کی تفسیر سے پہلے مختلف موضوعات پر قرآن کریم کا تعارف پیش کیا گیا ہے جو 84 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ جلد آٹھ ابواب پر مشتمل ہے اور اس میں تعارف قرآن کا ذکر کیا گیا ہے۔ جلد دوم ۳۱۶ صفحات پر مشتمل ہے جس میں سورہ آل عمران، سورۃ النساء اور سورۃ المائدہ کے مضامین کی تشریحات کو بیان کیا گیا ہے۔ جلد سوم کے 320 صفحات ہیں اس میں درج ذیل سورتوں کے مضامین پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ سورۃ الانعام، سورۃ الاعراف، سورۃ الانفال اور سورۃ توبہ شامل ہیں۔ جلد چہارم بھی ۳۷۲ صفحات پر مبنی ہے جس میں سورۃ یونس، سورہ ھود، سورہ یوسف، سورۃ الرعد، سورۃ ابراہیم، سورۃ الحجر، سورۃ النحل، سورہ بنی اسرائیل اور سورۃ الکہف کے مضامین کی تفسیر و تشریح بیان کی گئی ہے۔ جلد پنجم ۴۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس جلد میں ۱۷ سورتوں کی تشریح و توضیح بیان کی گئی ہے جو سورۃ مریم سے سورۃ السجدۃ پر مشتمل ہے۔ جلد ششم میں بھی 17 سورتوں کی تشریح و توضیح بیان فرمائی گئی ہے۔ یہ جلد ۴۸۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ جلد سورۃ الاحزاب سے لے کر سورۃ الحجرات کے مضامین کی تفسیر کا احاطہ کرتی ہے۔ جلد ہفتم ۵۵۹ صفحات پر مبنی ہے جس میں سورہ ق سے ختم قرآن کریم تک تمام سورتوں کی تفسیر کو بیان کیا ہے۔ آخر میں چار صفحات پر ختم قرآن کا ذکر کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تفسیر "بیان القرآن" کی پہلی جلد ۲۰۰۸ء میں شائع ہوئی جبکہ ساتویں جلد جون ۲۰۱۵ء میں اشاعت کے مراحل طے کرتے ہوئے منظر عام پر آئی۔ تقریباً چھ سال کی جدوجہد اور انتہائی محنت کے بعد یہ دورہ ترجمہ قرآن کریم کتاب کی شکل میں تفسیر "بیان القرآن" کے نام سے پایہ تکمیل پر پہنچا۔

3: فضائل وخصائص نبوی ﷺ

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے بہت سے یکے بعد دیگرے نبی و رسل کو معبوث فرمایا۔ ہر ایک نبی و رسل کو مختلف اقسام کے فضائل و کمالات اور درجات سے نوازا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ"[10]

(ان رسولوں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔)

اِس آیت میں ایک اہم اصول کو بیان کیا جا رہا ہے کہ "تفریق بین الرسل" کفر ہے جب کہ "تفضیل" قرآن پاک سے ثابت ہوتا ہے۔ نبی و رسل میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی پہلو کی بدولت فضیلت بخشی ہے اور اسی وجہ سے وہ دوسروں پر ممتاز ہے۔ کلی فضیلت سب نبی و رسل پر ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کو ہی حاصل ہے جب کہ جزوی فضیلتیں مختلف رسولوں کو حاصل ہیں۔[11]

کسی بھی انبیا و رسل کو ایک دوسرے پر برتری دینے یا کسی کو کسی نبی سے کم درجہ بتانے سے منع فرمایا گیا ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے سب سے بلند واعلیٰ اور ارفع شان ومقام امام الرسل، سید الانبیاء اور افضل الرسل حضرت محمد ﷺ کو عطا فرمایا ہے۔
ذیل میں نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس سے وابستہ چند ایک فضائل وخصائص اور کمالات کا ذکر کیا جائے گا۔

1: اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت فرمانا

خالقِ کائنات نے اپنے نبی محمد ﷺ کو تمام نبیوں سے زیادہ عظمت وشان والا بنایا ہے۔ جس کا اندازہ اس بات سے ہی لگایا جاسکتا ہے کہ پہلے نبی ورسل کی شان سے متعلق جب بھی کسی کافر نے نازیبا کلمات کہے یا ان کلمات سے بلایا اور گستاخی کی تو انبیا کرام علیہم السلام نے اپنی مدافعت خود کی۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ کی شان وشوکت یہ ہے کہ جب بھی کسی کافر یا گستاخ نے نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ کو بُرا بھلا کہا یا تنقید کا نشانا بنایا یا آپ کی شان سے متعلق ذرہ بھر بھی گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی طرف سے خود اس کا دفاع کیا۔

کفار نے جب بھی نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتے ہوتے ہوئے آپ ﷺ کو ابتر ہونے کا طعنہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ "[12]

(یقیناً آپ ﷺ کا دشمن ہی جڑ کٹا ہو گا۔)

> "شَانِئَكَ" کا معنی 'عداوات وبغض' رکھنے والے دشمن کو کہتے ہیں۔ "أَبْتَرُ" بتر سے ہے، یعنی کسی چیز کو کاٹ دینا، یا منقطع کر دینا۔ اہلِ عرب میں دم کٹے جانور کو ابتر کہتے ہیں۔ اس سے مراد ایسا آدمی ہے جس کی اولاد نہ ہو اور اس کی نسل آگے چلنے کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔ یہ لفظ (معاذ اللہ) مشرکین نے نبی اکرم ﷺ کے لیے استعمال کیا۔ مذکورہ بالا آیت میں اس بات کا جواب دیا گیا ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ کے دونوں بیٹوں حضرت قاسم اور حضرت عبد اللہ کا انتقال ہوا تو مشرکین خوش ہوئے کہ آپ ﷺ کے بیٹے انتقال کر گئے ہیں۔ اب ان کی نسل نہ تو آگے چلے گی بس نبی اکرم ﷺ اپنی زندگی تک ہی رہے گے اور کوئی بھی ان کا نام لیوا نہیں ہو گا۔ یہ مشرکین خود دھوکے میں ہیں بلکہ حقیقت میں یہ لوگ ہی ابتر ہوں گے اور ان کا کوئی بھی نام لیوا نہیں ہو گا۔[13]

اور یہی محبین کا طریقہ ہے کہ جب کوئی محبوب کو طعنہ دے تو وہ اپنے محبوب کا دفاع کرے۔ اللہ رب العزت نے اپنی ذاتِ باری کے ساتھ محبت کرنے والوں کا دعویٰ محبت پرکھنے کے لیے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع کو معیار ٹھہرایا ہے۔ جب کافروں نے پیارے نبی ﷺ کو (معاذ اللہ) شاعر، دیوانہ اور جھوٹا کہا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً ان کے جواب میں فرمایا:

"ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ٥ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونٍ "[14]

('ن' قسم ہے قلم کی اور جو کچھ یہ لکھتے ہیں۔ آپ ﷺ اپنے رب کے فضل و کرم سے مجنون نہیں ہیں۔)

یعنی قلم بھی اور جو علمی ذخیرہ قلم کے ذریعہ نوع انسانی کے ہاں اب تک وجود میں آیا ہے وہ بھی اس حقیقت پر گواہ ہے کہ اے نبی ﷺ جو لوگ بھی آپ ﷺ کو مجنون کہتے ہیں وہ خود بے وقوف لوگ ہیں۔ جن کو یہ نہیں معلوم کہ مجنون لوگ کیسے ہوتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو نبی ﷺ کی پاکیزہ ذات اور اعلیٰ اخلاق سے حاصل سیرت نظر نہیں آتی۔ ان لوگوں کے نزدیک مجنون لوگوں کی زندگی کا نقشہ یہ ہوتا ہے۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ کو فرمایا گیا ہے کہ ان لوگوں کی فضول گفتگو اور لایعنی باتوں سے غم زدہ نہیں ہونا چاہیے۔[15]

جب منکرین رسالت نے نبی کریم ﷺ کی رسالت کا انکار کیا اور لاتعداد معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود بھی حضرت محمد ﷺ کو اللہ کا رسول ماننے سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن مجید میں نبی اکرم ﷺ کی مدافعت فرمائی۔ اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کو ان گنت معجزات و کمالات سے سرفراز فرمایا۔ اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ دوسرے انبیاء علیھم السلام اپنی نبوت و رسالت کی دلیل کے طور پر اپنے معجزات کو پیش کرتے رہے جب کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنی ساری حیاتِ طیبہ کو اپنی نبوت اور اللہ تعالیٰ کی توحید پر دلیل بنا کر پیش کر دیا۔

جب حضور اکرم ﷺ نے صفا پہاڑی پر چڑھ کر "وَا صَبَاحَا" کا نعرہ بلند فرمایا۔ عرب میں یہ نعرہ خطرے کی گھنٹی سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے زمانے کے دستور کے مطابق صفا پر کھڑے ہو کر "وَا صَبَاحَا" کے اعلان سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ فرمایا۔ جب قریش کے لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ ﷺ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے انزارِ آخرت سے متعلق ایک مدلل و مؤثر خطبہ ارشاد فرمایا۔ ابولہب جب کہ یہ باتیں پہلے ہی سُن چکا تھا اور بولا: " تَبًّا لَكَ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا ؟ " کہ تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں تم نے صرف اس بات کے لیے ہمیں بلایا تھا؟ (نعوذ باللہ)۔[16]

جب ابولہب نے نبی اکرم ﷺ کی شان و عظمت کہ بارے میں بے ادبی کے کلمات کہے تو خالق کائنات نے اپنے حضور ﷺ کی مدافعت فرمائی اور پوری سورۃ اللھب اس کافر و بے ادب کی مذمت میں نازل فرمائی جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ o مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ o
سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ o وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ o فِي جِيدِهَا

حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ"[17]

(ٹوٹ گئے ابو لہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔ کچھ کام نہ آیا اس کا یہ مال اور وہ کمائی جو اس نے کی ہے۔ عنقریب وہ جھونکا جائے گا بھڑکتی ہوئی آگ میں اور اس کی بیوی بھی جو ایندھن اُٹھانے والی ہو گی۔ اس کے گلے میں بٹی ہوئی رسّی ہو گی۔)

ابو لہب اور اس کی بیوی نبی اکرم ﷺ کی دشمنی میں ہمیشہ ساتھ ساتھ تھے۔ ان کے دلوں میں نبی اکرم ﷺ کی عداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ان دونوں کی دشمنی سے اِس بات کا اندازہ لگانا مشکل ہو جاتا ہے کہ ان میں سے حضور ﷺ کا بڑا دشمن کون تھا۔[18]

بے شک اللہ تعالیٰ سے دشمنی پالنے والا دنیا و آخرت دونوں میں رسوا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی سزا ذلت و خواری قرار دیتا ہے جو اللہ اور اس کے پیغمبر ﷺ سے لڑنے کے لیے آمادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنے لطف و کرم سے محروم کر دیتا ہے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

ب: خلیل اللہ اور حبیب اللہ میں فرق

خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تک بالواسطہ پہنچے جب کہ حبیب اللہ نبی کریم ﷺ اللہ تک بلاواسطہ پہنچے۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى o فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى o فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهٖ مَا أَوْحٰى"[19]

(پھر وہ قریب آیا اور جُھک پڑا۔ پس دو کمانوں کے برابر (فاصلہ رہ گیا) یا اس سے بھی قریب۔ پھر اُس نے وحی کی اللہ کے بندے کی طرف جو وحی کی۔)

اس آیت میں جس وحی کا ذکر کیا جارہا ہے وہ "وحی رسالت" تھی جب کہ پہلی وحی جو سورۃ العلق کی ابتدائی آیات پر مشتمل تھی وہ "وحی نبوت" تھی۔ پہلی وحی میں نبی اکرم ﷺ کو نہ کوئی حکم دیا گیا اور نہ ہی کسی ذمہ داری کو انجام دینے کا حکم ہوا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک کوئی وحی نازل نہ ہوئی۔ اس دور کو "فترت وحی" کہا جاتا ہے۔ ایک دن جب آپ ﷺ غار حرا سے گھر تشریف لا رہے تھے تو جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل میں دیکھا۔ آپ ﷺ خوفزدہ ہو گئے گھبراہٹ کی حالت میں گھر آ گئے۔ گھر پہنچتے ہی آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ کو کمبل اوڑھانے کا حکم فرمایا۔ جب حضور ﷺ کمبل اوڑھے لیٹے تھے تو تب سورۃ المدثر کی آیات نازل ہوئیں جس میں رسول اللہ ﷺ کو رسالت کی ذمہ داری سونپ دی گئی تھی۔[20]

خلیل اللہ علیہ السلام کی مغفرت کا ذکر قرآن پاک میں اس طرح آیا ہے:

"وَالَّذِیْٓ أَطْمَعُ أَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـَٔتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ"[21]

(اور وہی ہے جس سے میں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ روزِ جزا میری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔)

حضرت ابرہیم علیہ السلام اپنی قوم کے لوگوں اور اپنے والد سے ابھی تک مخاطب تھے۔ اب براہِ راست وہ خالق کائنات سے دعا مانگ رہیں۔ حبیب اللہ ﷺ کی مغفرت کا بیان قرآن پاک میں اس طرح ذکر ہوا ہے۔

"إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا o لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا"[22]

(یقیناً ہم نے آپ ﷺ کو ایک بڑی روشن فتح عطا فرمائی ہے۔ تا کہ اللہ بخش دے آپ ﷺ کی کوئی کوتاہیاں جو پیچھے ہوئیں اور جو بعد میں ہوئیں اور تا کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کا اتمام فرمادے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی راہنمائی کرے سیدھے راستے کی طرف۔)

اے نبی ﷺ! آپ اپنے اہل ایمان ساتھیوں کے ساتھ اقامت دین سے متعلق جو مسلسل کوششیں کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے اگر اہل ایمان میں سے کسی سے اب تک کسی قسم کی کوئی کوتاہی یا غلطی ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ فتح مبین کی برکت سے ایسی تمام کوتاہیوں کی تلافی فرمادے گا۔ اس کے بعد اللہ کی حکومت قائم کرنے کے لیے لوگوں کی یہ جدوجہد تیر کی طرح سیدھی اپنے ہدف کی طرف تیزی سے بڑھے گی اور "اظہار دین حق" کا عملی مظاہرہ اب بہت جلد دنیا کی نظروں کے سامنے آجائے گا۔ گویا اس مقام پر آپ ﷺ کو سیدھا راستہ دکھانے کا مطلب فتح و کامرانی کا راستہ دکھانا ہے۔[23]

حقیقت تو یہ ہے کہ خالقِ کائنات نے اپنے حبیب ﷺ سے محبت کا اظہار اس طرح فرمایا کہ اپنے حبیب ﷺ کو دنیا جہاں کی تمام نعمتیں بن مانگے عطا فرمائیں اور ان نعمتوں کو آپ ﷺ کے طفیل آپ کی اُمت کے لیے بھی عام فرمادیا۔

خلیل اللہ علیہ السلام نے دعا کی:

"وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ"[24]

(اور میرے لیے بنادے سچی ناموری پچھلے لوگوں میں۔)

بعد میں آنے والی نسلیں میرا ذکر اچھے انداز اور طور طریقے سے کریں اور میرا نام عزت سے بلند کریں۔ اور حبیب اللہ ﷺ کے لیے خالق کائنات نے خود ارشاد فرمایا:

"وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"[25]

(اور ہم نے آپ ﷺ کے ذکر کو بلند کر دیا ہے۔)

حضرت سعد بن مالک اور حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ میرا اور آپ ﷺ کا رب پوچھتا ہے کہ آپ ﷺ جانتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے ذکر کو کس طرح بلند کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (آپ ﷺ کے رفع ذکر کی کیفیت یہ ہے) جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں آپ ﷺ کا بھی میرے ساتھ ذکر کیا جائے گا۔"[26]

اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے نبی ﷺ کے نام کو بھی ملا دیا۔ پانچ اذانوں میں، کلمہ، نماز، خطبہ جمعہ میں اور عید کے خطبہ میں۔ قیامت تک حضور ﷺ کا ذکر مسلمانوں کی زبان سے ہمیشہ بلند ہوتا رہے گا۔

خلیل اللہ علیہ السلام نے دعا مانگی:

" وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ "[27]

(اور یاد کرو جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے کہ اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو بنا دے امن کی جگہ اور بچائے رکھ مجھے اور میری اولاد کو اس سے کہ ہم بتوں کی پرستش کریں۔)

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے زمانے کی جو تاریخ ملی ہے اس کے مطابق اس دور کی سب سے بڑی گمراہی بتوں کی پوجا کرنی تھی۔ آپ علیہ السلام سے پہلے کہ تمام لوگ اس گمراہی کا شکار تھے۔ وہ اس قدر اس میں ملوث تھے کہ انہوں نے بت گھر بنا رکھا تھا جس میں سب بت رکھے ہوئے تھے جس کا ذکر سورۃ الانبیاء میں بھی آیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے ان سب کو توڑ دیا۔ بت پرستی کے علاوہ ستاروں کی بھی پوجا کرتے، سیاسی شرک میں بھی مبتلا تھے۔ نمرود اختیارِ مطلق کا بھی دعوی کرتا جس چیز کو چاہتا جائز کہتا اور جس کو چاہتا ممنوع قرار دیتا۔[28]

اور حبیب کریم ﷺ کے لیے فرمایا گیا ہے:

" إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا "[29]

(اللہ تو بس یہی چاہتا ہے اے نبی ﷺ کے گھر والو! کہ وہ دور کر دے تم سے ناپاکی اور تمہیں خوب اچھی طرح پاک کر دے۔)

اللہ تعالیٰ اپنے حضور ﷺ کے بارے میں یہ چاہتا ہے کہ ہر قسم کی آلائشوں سے پاک وصاف کر کے تزکیہ و تہذیب نفس اور تصفیہ قلب کے اعلیٰ مرتبہ سے نوازے اور ہر طرح کی ناپاکی دور فرما کر انہیں پاک وصاف کر دے۔

ج: کلیم اللہ اور حبیب اللہ میں فرق

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کی طرف دعوتِ حق لے کر جاتے وقت دُعا کرتے ہیں:

"قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي "[30]

(موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میرے لیے میرے سینے کو کھول دے۔)

یہ ایک ضروری دعا ہے جو شخص دین کی دعوت کا ارادہ لے کر نکلے اِس کو یاد ہونی چاہیے۔ اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ سے دعا گو ہیں کہ اللہ نے جس کام کے لیے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا ہے تو اس مشن میں خصوصی مدد کے طلب گار ہیں اور اس لیے فرمایا کہ میرے لیے سینے کو کھول دے۔[31]

اور حبیب اللہ ﷺ کے لیے خالق ارض وسماں نے خود ارشاد فرمایا:

"أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ "[32]

(کیا ہم نے آپ ﷺ کے لیے آپ کے سینے کو کھول نہیں دیا۔)

اِس میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی بے چینی کم کرتے ہوئے حضور ﷺ کے دل کو سکون اور ایک ٹھہراؤ عطا فرمادیا۔

مولانا شبیر احمد عثمانی اِس آیت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اس میں علوم ومعارف کے سمندر اتار دیے اور لوازم نبوت اور فرائض رسالت برداشت کرنے کو بڑا وسیع حوصلہ دیا۔"[33]

کلیم اللہ علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ:

"قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي "[34]

(انہوں نے درخواست کی اے میرے پروردگار! (مجھے یارائے نظر دے کہ میں تجھے دیکھوں اللہ نے فرمایا کہ تم مجھے ہر گز نہیں دیکھ سکتے۔)

حضرت محمد ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ "[35]

(اُس وقت محمد ﷺ کی) آنکھ نہ تو کج ہوئی اور نہ ہی حد سے بڑھی۔)

انسان کی طبعی اور فطری کمزوری یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو بعض اوقات زیادہ روشنی کا سامنا کرنا پڑے یا تو وہ نظروں کو ارد گرد پھیر لے گا یا وہ پلکیں جھپکنے لگے گا۔ اس بات کے پیش نظر یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے جب انوار و تجلیات الٰہیہ کا اپنی کھلی آنکھوں سے براہ راست

مشاہدہ فرمایا تو آپ ﷺ نے نگاہیں بھی جمائی رکھیں لیکن اس مشاہدے کے دوران آپ ﷺ نے حد ادب سے زیادہ تجاوز بھی نہیں فرمایا۔[36]

اللہ عزوجل نے حضرت محمد ﷺ کو تمام مخلوقات میں سب سے افضل و اعلیٰ رُتبہ عطا فرمایا۔ باقی انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی اعلیٰ و ارفع رتبے عطا فرمائے لیکن یہ اعجاز صرف اور صرف نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے حصہ میں آیا کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کو معراج کروائی۔

د: رحمۃ اللعالمین ﷺ

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کا تعارف سورۃ الانبیاء میں اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کے قصص واحوال بیان کرنے کے بعد ان خوبصورت کلمات سے کروایا:

"وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ "[37]

(اور (اے نبی ﷺ!) ہم نے نہیں بھیجا ہے آپ ﷺ کو مگر تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر۔)

ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"آپ ﷺ کی بعثت صرف جزیرہ نمائے عرب تک محدود نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو جزیرہ نمائے عرب میں اسلام کے عملی طور پر غلبے کے بعد آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد پورا ہو چکا ہوتا۔ مگر آپ ﷺ تو تمام اہل عالم کے لیے بھیجے گئے ہیں۔"[38]

آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد قرآن پاک میں تین مرتبہ (التوبہ:۳۳، الفتح:۲۸ اور الصف:9) میں بیان ہوا ہے۔ سورۃ الفتح میں یہ مقصد اس طرح بیان ہوا ہے:

"هُوَ الَّذِيْٓ أَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ"[39]

(وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو بھیجا الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ اسے غالب کر دے تمام ادیان پر۔)

ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد تب پورا ہو گا جب دینِ اسلام کل روئے زمین پر غالب ہو جائے گا۔ نورِ توحید کا اتمام یعنی اسلام کا بطورِ دین کلی غلبہ جزیرہ نمائے عرب کی حد تک تو حضور ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی ہو گیا تھا۔ حضور ﷺ کی بعثت چونکہ تا قیامِ قیامت کل روئے زمین پر بسنے والے

تمام انسانوں کے لیے ہے اور آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد "اظہار دین الحق "(دین حق کا غلبہ) ہے، اس لیے یہ دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتی جب تک آپ ﷺ کی بعثت کا یہ مقصد بہ تمام و کمال پورا نہ ہو اور دین اسلام کل عالمِ انسانی پر غالب نہ ہو جائے۔[40]

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا۔ اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کو پالنے والا مالک و مختار ہے۔ اس نے ان تمام جہانوں کے لیے رحمت کا اہتمام بھی اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی صورت میں فرمایا۔

آپ ﷺ کی شان رحمت کے متعلق اللہ جل شانہ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

" فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ "[41]

((اے نبی ﷺ!) یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ آپ ﷺ ان کے حق میں بہت نرم ہیں اور اگر آپ ﷺ تند خو اور سخت دل ہوتے تو یہ آپ ﷺ کے ارد گرد سے منتشر ہو جاتے۔)

ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں کہ:

"اِس سورۃ مبارکہ کی یہ آیت جماعتی نظم کے حوالے سے بہت اہم ہے۔ جماعتی زندگی میں جو لوگ امر ہوں، جن کے پاس ذمہ داریاں ہوں انھیں یہ خیال رہنا چاہیے کہ ان کے یہ سب ساتھی آخر انسان ہیں، وہ جذبات اور احساسات بھی رکھتے ہیں، ان کی عزتِ نفس بھی ہے، اور یہ کہ وہ ملازم نہیں، بلکہ رضاکار (Volunteers) ہیں۔ اور دینی جذبے کے تحت اکٹھے ہوئے ہیں، لہٰذا اُمراء کو ان ساتھیوں کے ساتھ ہمیشہ نرم رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔ جماعتی زندگی کے اس پہلو کی اہمیت کو یہاں رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کے حوالے سے واضح کیا جارہا ہے کہ اے نبی ﷺ! یہ اللہ کی رحمت کا مظہر ہے کہ آپ ﷺ ان کے حق میں بہت نرم ہیں۔"[42]

آپ ﷺ تمام انسانیت کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ کا سارا بچپن یتیمی میں گزرا لیکن طبیعت و تربیت ایسی تھی کہ صادق اور امین کہلائے۔ آپ ﷺ بہترین اخلاق و کردار کے مالک تھے۔ دورِ حاضر میں ہمیں آپ ﷺ کی تعلیمات کی پیروی کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ آپ ﷺ کے ساتھ محبت و عقیدت کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں اپنے اندر آپ ﷺ جیسے اخلاق و خصائص پیدا کرنے چاہئیں۔ ہمیں چاہیئے کہ آپ ﷺ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو جانیں، سمجھیں اور ان میں آپ ﷺ نے جو رویہ اختیار کیا اسے اپنی زندگی میں اپنائیں۔

ایک اور مقام پر نبی کریم ﷺ کی شان رحمت کو ان کلمات سے بیان کیا گیا ہے:

"لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ

عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ "[43]

((اے لوگو دیکھو!) آ چکا ہے تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول ﷺ بہت بھاری گزرتی ہے آپ ﷺ پر تمہاری تکلیف، تمہارے حق میں آپ ﷺ (بھلائی کے) بہت حریص ہیں، اہل ایمان کے لیے شفیق بھی ہیں، رحیم بھی۔)

ڈاکٹر اسرار احمد کے نزدیک اصل حقیقت یہ ہے کہ:

"وہ ہر شے جو تمہیں ہلاکت اور مصیبت سے دوچار کرنے والی ہو ہمارے رسول ﷺ کے دل پر نہایت گراں گزرتی ہے۔ آپ ﷺ تم لوگوں کو دنیا اور آخرت دونوں کی ہلاکتوں اور مصیبتوں سے محفوظ اور دونوں کی سعادتوں سے بہرہ مند دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ کی شدید خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی خیر، ساری خوبیاں اور تمام بھلائیاں تم لوگوں کو عطا فرمادے۔"[44]

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی مخلوق پر مہربان اور رحیم ہے اسی طرح حبیب خدا ﷺ بھی اُمت پر شفیق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ کو بے حد نرم دل، شفیق اور مہربان بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ اپنی امت کے لیے سراپا رحمت و کرم ہیں۔ امت پر کسی بھی قسم کی تکلیف، سختی و شدت انھیں ناگوار گزرتی ہے۔

ہ: ختم نبوت

انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کے لیے خالق ارض و سماں نے بے شمار نبی و رسل عظام کو مبعوث فرمایا اور نبوت و رسالت کا یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور اس سلسلے کی آخری کڑی پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا فرمائی۔ آپ ﷺ کو آخری نبی بنانے کا اعلان اللہ رب العزت نے اپنے کلام میں یوں فرمایا:

" مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا "[45]

((دیکھو!) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں پر مہر ہیں اور یقیناً اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔)

یہاں اس بات کو واضح بیان کیا گیا ہے کہ پیارے نبی ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ حضرت زید بن حارثہ صرف آپ ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے ہاں جب نرینہ اولاد ہوئی اسے اللہ تعالیٰ نے بچپن میں ہی اُٹھالیا تھا۔ حضور ﷺ خاتم الانبیاء اور اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی آمد سے نبیوں و رسل عظام کا یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی بھی نبی نہیں آئے گا۔ نبوتِ محمدی ﷺ اس دنیا میں حضرت محمد ﷺ کی ذات کے ساتھ قائم تھی اور آپ ﷺ کے وصال کے ساتھ ہی ختم ہو گئی لیکن رسالتِ محمدی ﷺ قیامت تک ہی قائم رہے گی۔[46]

اس آیت کو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ختم نبوت کی قطعی دلیل بنا دیا ہے۔ حدیث نبویہ سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آسکتا۔ اس کے علاوہ دیگر آیات سے بھی آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا آخری نبی ہونا واضح انداز میں ثابت ہو چکا ہے۔ ذیل میں چند مزید آیاتِ قرآنیہ ختم نبوت کے سلسلے میں پیش کی جاتی ہیں:

"قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا "[47]

((اے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ!) کہہ دیجیے اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔)

قرآن مجید کے پانچ مقامات پر اس بات کو واضح اور مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ محمد عربی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بعثت پوری نوع انسانی کے لیے ہے۔[48]

اگر کسی اور نبی کے آنے کی کوئی بھی گنجائش باقی رہتی تو خالق کائنات یہ ارشاد نہ فرماتا کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سب کی طرف رسول بن کر تشریف لائے ہیں بلکہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو بھی باقی انبیاء ورسل عظام کی طرف مخصوص قوموں یا علاقوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا جاتا۔

و: شفاعتِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قیامت کے دن رب ذوالجلال کی اجازت سے نفوس قدسیہ شفاعت کریں گے جن میں انبیاء، اولیائے عظام، حفاظ قرآن اور صالح مومنین گناہ گاروں، خطاکاروں کی شفاعت کریں گے۔ ان نفوس قدسیہ کی شفاعت گناہِ کبیرہ میں مبتلا ہونے والوں کی بخشش کے لیے عذاب الٰہی میں تخفیف کے لیے ہوگی اور صالحین کے درجات کی بلندی کے لیے ہوگی۔ حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی شفاعت تمام گناہ گاروں، بے سہاروں اور لاچاروں کے لیے بھی ہوگی۔ اس لیے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی شفاعت کو شفاعتِ کبریٰ بنا دیا گیا اور شفاعتِ کبریٰ بھی تاجدار کائنات صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خصوصیات میں سے ہے۔ ذیل میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی شفاعت کے ثبوت میں چند آیاتِ قرآنیہ کا ذکر کیا جاتا ہے:

خالق کائنات نے خود اپنے حبیب صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو ایمان والوں کے لیے شفاعت فرمانے کا حکم ارشاد فرمایا:

"وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ "[49]

(اور اپنی خطاؤں کے لیے (اللہ سے) استغفار کرو اور اہل ایمان مردوں اور عورتوں کے لیے بھی (استغفار کریں)۔)

انسان خطاؤں کا پتلا ہے اگر کسی انسان سے کبیرہ یا صغیرہ گناہ سرزد ہو جائے، تو اس کی تلافی کے لیے اللہ تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ قرآن مجید ایک اور جگہ ارشادِ ربانی ہوتا ہے:

"فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ "[50]

(پس آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان سے درگزر کریں اور ان کے لیے مغفرت طلب کریں۔)

ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں کہ

"اے نبی ﷺ! اِس جنگ میں آپ ﷺ کے بعض ساتھیوں سے اگرچہ بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے اور اس کی وجہ سے آپ لوگوں کو بہت بڑا چرکا لگا ہے لیکن اس کے باوجود بھی آپ ﷺ اپنے ان ساتھیوں کے لیے اپنے دل میں میل مت آنے دیجیے۔ ان کی غلطی اور کوتاہی کو اللہ نے معاف کر دیا تو آپ ﷺ بھی انہیں معاف کر دیں، اور عام حالات میں بھی آپ ﷺ انہیں معاف کرتے رہا کریں ان سے جو بھی خطا ہو جائے اس پر ان کے لیے استغفار کیا کریں۔"[51]

مسلمانوں کے حق میں توبہ کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ جب بھی کوئی کبیرہ یا صغیرہ گناہ سرزد ہو جائے تو اس شخص کو فوراً اپنے گناہ سے سچی توبہ کرنی چاہیئے۔ پھر اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اس بندے کے گناہ کو معاف فرما دیتے ہیں اور توبہ کے بعد بندہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔

ز: علوم مصطفیٰ ﷺ

پیارے نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم کلی سے نوازا۔ آسمانوں، مشارق ومغارب اور زمینوں سے متعلق ہر چیز کے علم سے آپ ﷺ کو نوازا گیا۔ یہ خاص عطا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو دی۔ قرآن پاک میں آپ ﷺ کے علم سے متعلق ارشاد فرمایا:

"وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ "[52]

(اور آپ ﷺ کو وہ کچھ سکھایا ہے جو آپ ﷺ نہیں جانتے تھے۔)

کائناتِ عالم میں کوئی شے ایسی نہ رہی جس سے متعلق علم خالق کائنات نے حبیب خدا ﷺ کو عطا نہ کیا ہو۔ رسول اللہ ﷺ کو نہ صرف اپنی امت بلکہ دیگر تمام امتوں کے احوال سے بھی پوری طرح آگاہ فرمایا۔ اسی وجہ سے روز حشر اللہ تعالیٰ انبیاء ورسل عظام علیہم السلام اور ان کی امتوں کے احوال پر آپ ﷺ کو گواہ بنا کر لائے گا اور آپ ﷺ کی گواہی ان کے حق میں قبول فرمائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ
وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا "[53]

(اور (اے مسلمانو!) اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک امت وسط بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول ﷺ تم پر گواہ ہو۔)

ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"اس آیت میں یہ خاص بات کہی جا رہی ہے کہ اے مسلمانو! تم اس تحویل قبلہ کو معمولی بات نہ

سمجھو، یہ علامت ہے اس بات کی کہ اب تمہیں وہ حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ اب یہ تمہارا فرض منصبی ہے کہ رسول ﷺ نے جس دین کی تم پر اپنے قول و عمل سے دی ہے اُسی دین کی گواہی تمہیں اپنے قول اور عمل سے پوری نوع انسانی پر دینی ہے۔ اب تم محمد رسول اللہ ﷺ اور نوع انسانی کے درمیان واسط بن گئے ہو۔ اب تک نبوت کا سلسلہ جاری تھا۔ ایک نبی کی تعلیم ختم ہو جاتی یا اس میں تحریف ہو جاتی تو دوسرا نبی آجاتا۔ اس طرح پے در پے انبیاء و رسل علیہم السلام چلے آرہے تھے اور ہر دور میں یہ معاملہ تسلسل کے ساتھ چل رہا تھا۔ اب محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہے، لیکن نسل انسانی کا سلسلہ تو قیامت تک جاری رہنا ہے۔ لہٰذا اب آگے لوگوں کو تبلیغ کرنا، ان تک دین پہنچانا، ان پر حجت قائم کرنا اور شہادت علی الناس کا فریضہ سرانجام دینا کس کی ذمہ داری ہو گی؟ پہلے تو ہمیشہ یہی ہوتا رہا کہ اللہ کی طرف سے جبرائیل علیہ السلام وحی لائے اور نبی کے پاس آگئے، نبی نے لوگوں کو سکھا دیا۔ اب یہ معاملہ اس طرح ہے کہ اللہ سے جبرائیل علیہ السلام وحی لائے، محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس اور محمد ﷺ نے سکھایا تمہیں، اور اب تمہیں سکھانا پوری نوع انسانی کو! تو اب تمہاری حیثیت درمیانی واسطے کی ہے۔"[54]

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا"[55]

("تو اس دن کیا صورت حال ہو گی جب ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے اور (اے نبی ﷺ!) آپ ﷺ کو لائیں گے ہم ان پر گواہ بنا کر۔)

ڈاکٹر اسرار احمد اس آیتِ مبارکہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اُس نبی اور رسول کو گواہ بنا کر کھڑا کریں گے جس نے اس اُمت کو دعوت پہنچائی ہو گی یعنی آپ ﷺ کو کھڑے ہو کر یہ کہنا ہو گا کہ اے اللہ! میں نے ان تک تیرا پیغام پہنچا دیا تھا۔ ہماری عدالتی اصطلاح میں اسے استغاثہ کا گواہ (Prosecution Witness) کہا جاتا ہے۔ گویا عدالتِ خداوندی میں نبی مکرم ﷺ استغاثہ کے گواہ کی حیثیت سے پیش ہو کر کہیں گے اے اللہ! تیرا پیغام جو مجھ تک پہنچا تھا میں نے انھیں پہنچا دیا تھا، اب یہ خود ذمہ دار اور جواب دہ ہیں۔"[56]

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اللہ عزوجل کی عدالت میں گواہ سچے ہوں گے۔ اِدھر ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے شفاعت مصطفیٰ ﷺ کی اُمید لگائے بیٹھے ہیں اور آخرت میں ہمارے خلاف مقدمہ قائم ہونے چلا ہے۔ اللہ عزوجل کے رسول حضرت محمد ﷺ ہمارے خلاف گواہی دیں گے کہ اے اللہ! میں نے تیرا دین اپنی اُمت کے سپرد کر دیا تھا۔ اس

کے بعد اس دین پر عمل کرنا اور اس کو دوسروں تک پہنچانا ان کی ذمہ داری تھی لیکن انھوں نے اس سے رُوگردانی کی۔ لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ ہم خود بھی دینِ اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اور دوسروں کو بھی اس پر عمل کی تلقین کریں تاکہ آخرت میں ہم اللہ عزوجل کی عدالت میں سُرخرو ہو سکیں۔

حاصلِ کلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو تمام انبیاء ورسل عظام میں اعلیٰ وارفع مرتبہ عطا فرمایا۔ اس بارے میں مذکورہ بالا بحث کے اہم نکات درج ذیل ہیں:

1. سیرتِ مبارکہ پوری انسانیت کے لیے رشد وہدایت کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔
2. حضور اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ سے وابستہ معجزات جو صرف آپ ﷺ کو عطا کیے گئے اور وہ فضائل جو صرف اور صرف آپ ﷺ سے خاص ہیں، آپ ﷺ کے خصائص کہلاتے ہیں۔
3. حضرت محمد ﷺ کی سیرت مبارکہ خصائص نبوی ﷺ، فضائلِ نبوی ﷺ کے بارے میں کثیر علماء کرام اور اہل سیر نے ان گنت کتب لکھی ہیں۔ جس میں ہر عالم و مفسر نے اپنی اپنی علمی حیثیت کے مطابق خصائص و فضائلِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کیا ہے۔
4. پیارے نبی ﷺ کی خصائص وفضائل اس قدر ہیں کہ ان کو شمار کرنا ناممکن ہے۔
5. تفسیر "بیان القرآن" میں ڈاکٹر اسرار احمد نے آپ ﷺ کے خصائص اور فضائل کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔
6. ڈاکٹر صاحب نے اپنی تفسیر میں سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کو قرآن کی آیاتِ مبارکہ کے ساتھ ساتھ دلائل کے ساتھ وضاحت کی ہے۔
7. اس تفسیر کا بنیادی مقصد اہلِ ایمان کے دل میں نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ سے عشق و محبت کے والہانہ جذبات کو فروغ دینا ہے۔
8. یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی پری پیکر کے حسن کا تذکرہ کیا جائے تو دل میں اس کی طرف رغبت اور اُس سے چاہت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔
9. سیرت نگاری کے میدان میں ڈاکٹر صاحب کی یہ کاوش اہلِ علم کے ہاں ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔(انشاءاللہ تعالیٰ)

مصادر و مراجع

1. اسرار احمد، ڈاکٹر، عزم تنظیم، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، طبع پنجم، 2007ء، ص 11
Israr Ahmad, Dr., Azam-e-Tanzeem, Markazi Anjuman Khudam-ul-Quran, Lahore, Vol. 5, 2007, p. 11

2. اسرار احمد، ڈاکٹر، حساب کم وبیش "اور گزارش احوال واقعی"، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، 2005ء، ص ۴۱

Israr Ahmed, Dr., Hisab Kam-o-Baish or Guzarish Ahwal Waqai, Markazi Anjuman Khudam-ul-Quran, Lahore, 2005, p. 41

3. اسرار احمد، ڈاکٹر، عزم تنظیم، ص29-30

Israr Ahmad, Dr., Azam-e-Tanzeem, p. 29-30

4. اسرار احمد ڈاکٹر، حساب کم وبیش "اور گزارش احوال واقعی"، ص8

Israr Ahmed, Dr., Hisab Kam-o-Baish or Guzarish Ahwal Waqai, p. 8

5. اسرار احمد، ڈاکٹر، تعارف تنظیم اسلامی، تنظیم اسلامی، لاہور، ۲۰۱4ء، ص10

Israr Ahmed, Dr., Taaruf Tanzeem-e-Islami, Tanzeem-e-Islami, Lahore, 2014, p. 10

6. ایضاً

Ibid

7. اسرار احمد ڈاکٹر، اسلام کی نشاۃ ثانیہ کرنے کی اصل کام، مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص 25-26

Israr Ahmed Dr., Islam Ki Nishat Sania krny ka Asal kamm, Markazi Anjuman Khudam-ul-Quran, Lahore, 2009, p. 25-26

8. محمد رمضان، آرائیں، ڈاکٹر اسرار احمد کی تفسیر قرآن میں خدمات، بحیثیت مدرس اور مفسر، الثقافۃ الاسلامیہ (اسلامک کلچر)، شمارہ: 41، جنوری تا جون 2019ء، ص119-120

Muhammad Ramzan, Arain, Dr. Israr Ahmed Ki Tafseer Quran me Khidmat, Bahesiat Mudaras or Mufasar, Al-Saqafat al-Islamiyya (Islamic Culture), Issue 41, January-June 2019, p. 119-120

9. ایضاً، ص120

Ibid, p. 120

10. البقرۃ-۲۵۳

Al-Baqarah-253

11. اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، بک فیئر پبلشرز، لاہور، ۲۰۲۰ء، ج1، ص321

Israr Ahmed, Dr., Bayan-ul-Quran, Book Fair Publishers, Lahore, 2020, vol. 1, p. 321

12. الکوثر-3

Al-Kausar-3

13. اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، ج7، ص538

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 7, p. 538

14. القلم-2-1

Al-Qalam-1-2

15. اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، ج7، ص309

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 7, p. 309

16. اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، ج7، ص543

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 7, p.543

17. اللھب-5-1

Al-Lahab-1-5

18. اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، ج7، ص544

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 7, p. 544

19. النجم-10-8

Al-Najam-8-10

20. اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، ج7، ص54

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 7, p. 54

21. الشعراء-82

Al-Shuraa-82

22. الفتح-2-1

Al-Fatah-1-2

23. اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، ج6، ص442

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 6, p. 442

24. الشعراء-84

Al-Shuraa-84

25. الانشراح-4

Al-Insharah-4

26. اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، ج7، ص496

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 7, p. 496

27. ابراہیم-35

Ibrahim-35

28. اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، ج4، ص188

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 4, p. 188

29. الاحزاب-33

Al-Ahzab-33

30. طٰہٰ-25

Tahaa-25

31. اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، ج5، ص44

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 5, p. 44

32. الانشراح-1

Al-Insharah-1

33. اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، ج37، ص496

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 3, p. 496

34. الاعراف-143

Al-Aaraf-143

35. النجم-17

Al-Najam-17

36. اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، ج7، ص56

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 7, p. 56

37. الانبیاء-107

Al-Anbiaa-107

38. اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، ج5، ص110

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 5, p. 110

39. الفتح-28

Al-Fatah-28

40. اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، ج5، ص110

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 5, p. 110

41. آلِ عمران-159

Al-e-Imran-159

42. اسرار احمد،ڈاکٹر،بیان القرآن،ج2،ص96

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 2, p. 96

43. التوبہ-128

Al-Toba-128

44. اسرار احمد،ڈاکٹر،بیان القرآن،ج3،ص334

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 3, p. 334

45. الاحزاب-40

Al-Ahzab- 40

46. اسرار احمد،ڈاکٹر،بیان القرآن،ج3،ص133

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 3, p. 133

47. الاعراف-158

Al-Aaraf-158

48. اسرار احمد،ڈاکٹر،بیان القرآن،ج3،ص133

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 3, p. 133

49. محمد-19

Muhammad-19

50. آلِ عمران-159

Al-e-Imran- 159

51. اسرار احمد،ڈاکٹر،بیان القرآن،ج2،ص96

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 2, p. 96

52. النساء-113

Al-Nissa - 113

53. البقرہ-143

Al-Baqarah-143

54. اسرار احمد،ڈاکٹر،بیان القرآن،ج1،ص230-231

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 1, p. 230-231

55. النساء-41

Al-Nissa-41

56. اسرار احمد،ڈاکٹر،بیان القرآن،ج2،ص155

Israr Ahmad, Dr., Bayan-ul-Quran, vol. 2, p. 155